

متبوع کے پیچھے ہانک لے گیا۔ اسی طرح جن لوگوں میں اُس نے کچھ ذہن کی تیزی دیکھی..... اُن میں سے بعض کو اُس نے سمجھایا کہ محض تقلید پر جم جانا قبیح ہے..... اس کے بعد اُنھوں نے تیزی ذہن کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا ہے۔

امام جوزی بہت بڑے عالم ہیں۔ ان کی تصنیفات کی تعداد ۲۶۳ بتائی گئی ہے، ان تصنیفات کے نام بھی زیر نظر کتاب کے مقدمے میں دیئے گئے ہیں۔ امام صاحب نے یہ کتاب بقول اُن کے ابلیس کی حکاریوں سے ڈرنے کے لیے لکھی ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا، امام صاحب جنسلی ہیں اور کافی متشدد ہیں۔ لیکن اس کتاب میں اُنھوں نے نفسانی خواہشات و ترغیبات کی وسیسہ کاریوں کو جس طرح بے نقاب کیا ہے اور اپنے عہد کی مذہبی و اخلاقی زندگی کی جتنی اچھی تصویر پیش کی ہے۔ ان ہر دو چیزوں نے اس کتاب کو ایک خاص اہمیت دے دی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ناشرین نے یہ کتاب چھاپ کر ایک قابل تعریف دینی خدمت کی ہے۔ کتاب کی ضخامت ۴۶۸ صفحات ہے، مجلد ہے۔ قیمت : ۱۲ روپے

صلنے کا پتہ : نور محمد کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی۔

امام ابوحنیفہ اور اُن کے ناقدین

ایک عرصہ ہوا، مولانا حبیب الرحمن خان مشروانی مرحوم نے خطیب بغدادی کی مشہور و معروف "تاریخ بغداد" سے امام ابوحنیفہؒ اور اُن کے دو ساتھیوں امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن شیبانی کے حالات اقتباس کر کے مدونہ کیے تھے۔ اب نور محمد کارخانہ تجارت کتب نے مولانا محمد عبدالرشید نعمانی کی ترتیب و تحشیہ کے ساتھ انھیں بڑے اہتمام سے دوبارہ شائع کیے ہیں اور اضافہ یہ کیا ہے کہ ایک تو خطیب بغدادی کا اصل عربی متن اس میں شامل کیا گیا ہے اور دوسرے مولانا حبیب الرحمن خان شروانی کے انتقال پر مولانا سید سلیمان ندوی نے اُن پر جو تعزیرتی مضمون لکھا تھا، وہ بھی زیر نظر کتاب میں موجود ہے۔

خطیب بغدادی کا مین پبلیکیشن ۳۹۲ھ ہے۔ انھوں نے تاریخ بغداد چودہ جلدوں میں لکھی ہے، جو اب ۶۲۱۱ صفحات میں چھپی ہے۔ اس میں ۴۶۳ھ تک کے بغداد کے حالات آگئے ہیں۔ اس سلسلے میں مصنف نے ۸۳۱ھ شاہیر رجال کا تذکرہ کیا ہے۔ موصوف نے جن مشاہیر کے حالات لکھے ہیں، اُن کے بارے

میں جو روایات انھیں ثنا و مدح کی ملی ہیں، وہ بھی انھوں نے اپنی تاریخ بغداد میں نقل کر دیں اور جو ذم و قدح کی روایات ان تک پہنچیں، انھیں بھی اس میں درج کر دیا۔

تاریخ نگاری کی اپنی اس روش کو خطیب بغدادی نے امام ابوحنیفہؒ اور ان کے صاحبین کے تذکرہ میں بھی قائم رکھا ہے۔ چنانچہ ان بزرگوں کے مناقب یعنی ثنا و مدح میں جو اقوال پائے جاتے تھے، انھیں نقل کیا ہے۔ پھر جو اقوال ان کے خلاف مروی تھے، انھیں درج کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے مناقب اصل کتاب کے ۴۴ صفحات میں آئے ہیں۔ اور ان کے مخالف اقوال ۵۵ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کی تعریف میں بڑے بڑے ائمہ کے اقوال ہیں۔ مثلاً امام شافعیؒ نے فرمایا:

لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کے محتاج ہیں۔ میں نے ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر فقیہ نہیں دیکھا۔ اسی طرح فضیل بن عیاض کا قول ہے: ابوحنیفہؒ مرد فقیہ تھے، فقہ میں معروف، پارسائی میں مشہور، بڑے دولت مند، ہر صدارت کے ساتھ بہت سلوک کرنے والے، شب و روز صبر کے ساتھ تعلیم میں مصروف رہتے رات اچھی گزارنے والے، خاموشی پسند، کم سخن، جب کوئی مسئلہ حلال یا حرام کا پیش آتا تو کلام کرتے اور ہدایت کا حق ادا کر دیتے، سلفانی مال سے بھاگنے والے۔

ان مناقب کے بعد امام اعظم کے خلاف جو اقوال نقل کیے گئے ہیں، وہ بہت ہی سخت ہیں۔ اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور کے بغداد میں فقہی تعصب کس حد تک پہنچ گیا تھا، خطیب بغدادی ذم و قدح کے یہ نازیبا اقوال نقل کرنے سے پہلے یوں معذرت کرتے ہیں:

”ناقلان حدیث کے یہاں ائمہ متقدمین کے ایسے اقوال بھی ابوحنیفہؒ کے متعلق محفوظ ہیں، جو بیان بالا کے خلاف ہیں۔۔۔۔ ہم انشاء اللہ ان کا ذکر کریں گے۔ جو لوگ اس کو سن کر ناپسند کریں، ان سے ہم معذرت کرتے ہیں کہ ہم ابوحنیفہؒ کی جلالتِ قدر کے قائل ہیں تاہم ان کو اس بارہ میں دوسرے علما کی طرح سمجھتے ہیں کہ ان کے خلاف جو باتیں بیان کی گئی ہیں، ان کو بھی ہم بیان کریں۔ جیسا کہ ہم نے دوسرے علما کے ذکر میں کیا ہے۔“

یہ مخالف اقوال کچھ تو عقائد کے بارے میں ہیں اور کچھ فروع کے بارے میں۔ عقائد کے متعلق یہ اقوال ہیں: ”یہودی، مشرک، زندقہ، دہری، صاحب ہوا، ان سے کفر سے دوبار توبہ کرائی گئی۔ مرجئہ، جہمی، خلیق قرآن کے قائل، اصحاب ابوحنیفہؒ کا مشبہ بالنصاری ہونا“

ادرفروع کے متعلق یہ اقوال ہیں: ”خروج علی السلطان“، تقیہ کرنا، زنا کا حلال کر دینا، ربو کا عدل کر دینا، خون ریزی حلال کر دی۔ سنن کی کسا و بازاری کی، علیٰ ہذا القیاس“

مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی مرحوم نے امام اعظم کی ذمہ و قدر میں خطیب بغدادی کے صرف دو جگہ نقل کیے ہیں، اور ان مخالف اقوال کی تفصیل نہیں دی، لیکن اس کے ساتھ ہی انھوں نے اس امر کا ضرور اثبات کر دیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے خلاف یہ جو جرحیں ہیں، سب کی سب غیر مستر اور غیر مبتین السبب ہیں۔ ان کے راویوں کی عدالت کی توثیق خطیب نے نہیں کی ہے۔ یہ دونوں امر اصولاً لازم ہیں۔“

بہر حال یہ تو خلاصہ تھا امام ابوحنیفہ کی مدح اور قدر میں تاریخ بغداد سے خطیب بغدادی کی منقولہ کتاب۔ لیکن زیر تبصرہ کتاب میں اصل چیز وہ بحث ہے جو مولانا شروانی نے ان ”جرحوں“ پر کی ہے جو امام ابوحنیفہ کی مخالفت میں خطیب بغدادی نے نقل کی ہیں۔ خود خطیب نے کبھی بعض جرحوں کی تردید کی ہے۔ مثلاً ”جنت اور نار کے غیر موجود ہونے کی جرح نقل کر کے خطیب کہتے ہیں کہ قول بلا سے معلوم ہوتا ہے کہ خود راوی ابو مطیع اس کا قائل تھا۔ ابوحنیفہ نہ تھے“ اسی طرح امام احمد بن حنبل کی طرف جو جرح امام صاحب کے کذاب ہونے کی منسوب ہے، اُس کو نقل کر کے لکھا ہے کہ یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا کہ آیا ابوحنیفہ ثقہ ہیں۔ کہا ہاں۔ ثقہ ہیں۔ ثقہ ہیں۔ دوسرا قول اُن کا یہ نقل کیا ہے۔ ابوحنیفہ ثقہ تھے۔ وہی حدیث روایت کرتے، جو اُن کو بخوبی یاد ہوتی اور جو بخوبی یاد نہ ہوتی، اس کو روایت نہ کرتے۔ اب سوال یہ ہے کہ پھر خطیب، نے ان مخالف اقوال کو اپنی کتاب میں کیوں ذکر کیا۔ اس بارے میں مولانا شروانی لکھتے ہیں :-

”..... تمام علماء کے متعلق وہ موافق و مخالف امور کی نقل کرتے آتے ہیں۔ اس لیے اُن اقوال کو بھی نقل کرتے ہیں۔ اسی کے ساتھ امام صاحب کی جلالتِ قدر کو مانتے ہیں..... ان مراتب پر غور کرنے کے بعد صرف یہی رائے قائم ہو سکتی ہے کہ خطیب نے مخالف اقوال نقل کرنے میں اپنا مورخانہ فرض ادا کیا ہے۔ خود اُن کے وہ قائل نہ تھے۔ یا یہ کہ یہ کہ وہ خود اُن کی رائے نہ تھی۔“

اسی سلسلے میں مولانا شروانی نے دو اور موضوعوں پر بھی بڑی مفید گفتگو کی ہے۔ ایک ”فقہ حنفی کی تاریخی حقیقت“، اور دوسرا موضوع ہے ”فقہ حنفی پر ایک نظر“، فقہ حنفی کا تاریخی شجرہ

یہ ہے :-

امام ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم نخعی عن علقمہ، اسود الثقی، عمرو بن شرجیل، مسروق الہمدانی قاضی شریح، عن عبد اللہ بن مسعود عن حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

مولانا شروانی مرحوم نے اس سلسلہ علم کے ان بزرگوں کے مختصر حالات دیئے ہیں۔ اور خاص کر حضرت عبد اللہ بن مسعود کے بارے میں جو روایات نقل کی ہیں، اُن کا لب لباب یہ ہے کہ وہ صحابہ کرام کے علم کے مہرِ اخیر اور خزینہ دار تھے اور نفعیہ میں اُن کا مقام بظاہر تھا۔ انھوں نے کوفہ میں علم پھیلایا۔ پھر اُن سے علم کے وارث تابعین ہوئے، اور اُن سے یہ علم ابراہیم نخعی کو پہنچا، اُن سے حماد بن ابی سلیمان کو، اُن سے امام ابو حنیفہ کو، اُن سے ابو یوسف و محمد بن حسن وغیرہم تلامذہ کو، یہی وہ علم تھا جس کی تدوین و ترویج کا اہتمام اکابر صحابہ کرام نے اہتمام کتاب اللہ کے بعد اس زمانے میں کیا جب کہ روایتِ حدیثِ قلیل تھی بلکہ روکی جاتی تھی۔

مولانا شروانی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کے متعلق امام شعبی کا یہ قول نقل کیا ہے :-

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمارے استاد عبد اللہ بن مسعود سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہ تھا۔

اس کے بعد مولانا مرحوم کہتے ہیں :-

”روایتِ حدیث بہت کم کرتے تھے۔ الفاظِ حدیث میں سخت احتیاط کرتے تھے، جس

وقت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبان سے نکلتا، کانپ اٹھتے، فرماتے تھے۔

علم کثرتِ روایت کو نہیں کہتے۔ بلکہ علم خدا سے ڈرنے کو کہتے ہیں۔ عمرو بن مہیون

کا قول ہے کہ میں ایک برس عبد اللہ بن مسعود کے پاس رہا۔ ایک دن بھی انھوں

نے رسول اللہ سے حدیثِ روایت نہیں کی۔ نہ یہ کہا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم، صرف ایک بار حدیثِ بیان کی اور اُن کی زبان پر لفظ قال رسول اللہ صلی

علیہ وسلم جاری ہوا تو بے قرار ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ اُن کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا

تھا۔ الفاظِ بالا کہہ کر یہ الفاظ کہے۔ انشاء اللہ یا اس سے بڑھ کر یا اس کے قریب

یا اس سے کم.....“

اسی سلسلے میں یہ بھی ملحوظ رہے کہ حضرت ابن مسعودؓ جب اسلام لائے تو ان سے پہلے صرف پانچ حضرات اسلام لائے تھے، اُس وقت ان کی عمر بیس سال کے قریب تھی۔ اسلام لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی خدمت کے لیے مخصوص کر لیا تھا۔ تمام غزوں میں شریک ہوئے۔ حضرت عمرؓ ان کے تفقہ کے بڑے معترف تھے۔ چنانچہ جب ان کو حضرت عمرؓ نے معلم بنا کر کوفہ بھیجا تو اہل کوفہ کو لکھا تھا :-

”عبداللہ بن مسعود کو میں نے قسم ہے رب کی اپنے اوپر ایشا کر کے تمھارے پاس بھیجا ہے۔“

خطیب بغدادی نے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں کافی معذرت کے ساتھ امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے خلاف جو اقوال نقل کیے ہیں، جن میں کہ ان بزرگوں سے نہایت ہی نازیبا اور شنیع امور منسوب کیے گئے ہیں، ان سے بغداد میں خود اہل سنت کے فقہی مذاہب میں آپس میں جس قسم کا عناد اور منافرت پائی جاتی تھی، اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ حسن اتفاق سے فقہ کا مالکی مذہب زیادہ تر اسپین اور شمالی افریقہ تک محدود رہا۔ لیکن عراق اور اسی طرح ایران اور خراسان میں حنفی مذہب کے ساتھ ساتھ شافعی اور حنبلی فقہی مذاہب کو فروغ ہوا۔ اور خاص کر بغداد میں حنبلیوں کا بڑا زور تھا اور ان کے آئے دن حنفیوں سے محرکے ہوتے رہتے تھے۔ بقول مولانا شروانی خود خطیب بغدادی نے بھی، حنبلیوں کی سختی سے تکلیف اٹھائی۔

غرض امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے خلاف تاریخ بغداد میں جو نازیبا اقوال منقول ہیں، وہ سب اسی فقہی مناقشت و منافرت کا نتیجہ ہے۔ مولانا شروانی نے بہت اچھا کیا کہ اپنی کتاب میں ان کی طرف صرف اشارہ کر دیا ہے اور انھیں نقل کرنا مناسب نہیں سمجھا البتہ امام ابوحنیفہ اور ان کے فقہی مسلک کا دفاع بڑے عالمانہ و محققانہ طریقے سے کر دیا ہے۔

کتاب بڑے اچھے کاغذ پر اور کافی اہتمام سے چھاپی گئی ہے۔ عربی متن ٹائپ میں چھپا ہے۔ کتاب مجلد ہے۔ اردو کے ۵۷ صفحات ہیں اور عربی کے ۱۰۰ صفحات، صفحات پر جو نمبر لگائے گئے ہیں، ان میں کوئی ترتیب نہیں۔ قیمت : چھ روپے۔

ناشر : - نور محمد کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی۔